عصر حاضر میں تربیتِ اولاد: اسوۂ رسول کی روشنی میں

Parenting in the Modern Era: In the Light of the Prophet's Example

Hafiz Munir Ahmad Cheema
M.Phil. Scholar, University of Sialkot, Sialkot:
asjalcheema@gmail.com

M. Akbar Ali
M. Phil Scholar, University of Sialkot, Sialkot:
hakbarali500@gmail.com

Saba Tufail
M. Phil Scholar, University of Sialkot, Sialkot:
21203019-005@uskt.edu.pk

Abstract:
Allah has created limitless blessings for human being in this universe and he cannot count these blessings. As parents are blessing for the offspring similarly offspring is also a great blessing for parents. It is responsibility of parents to take serious steps for their education. There are lot of verses of Holy Quran and Hadith on this topic. Since the creation of the universe, i.e, from Adam till dated, every parents wished that their offspring where pious, well nourished, and provided with the facilities of the world , so that he would live a life of a good citizen. It is a fact that a child is a diamond, as it is sharpened, it gets that shape. It is the delimma of the day that parents themselves are so busy that they could not spend time with their children as they need. Rather parents themselves throw their children into the lap of social media and do not care to know what their child is watching and doing. Today's modern mothers take resort of mobile phones and T.V cartoons for making their child eat something. Now its very much essential to know what the responsibilities are the head of the family and society. Children are like blank paper, it's up to parents and grown-up what color they draw on them the biggest problem regarding the bringing up the children is blind adherence of west. We follow west in almost all aspects of life so consequently we could not get success of our own. West is

negating morality so East is following them. We have never thought how much this blind adherence is harmful. After this, man is compelled to think about the factors which are hindering in the way of bringing up the children. Then he realizes that he as parent is far away from Holy Quran, Hadith and the company of his parents. If we want to get success in this world and the world hereafter then we have to follow Rasool (PBUH), as he (PBUH) is the amalgam model for us in all our matters. How much he (PBUH) loved the Muslim children as well as non-Muslim children. How he (PBUH) trained them, motivated them for Islam. It was that time when daughters were put into graves alive. It was training of Rasool (PBUH) that they got enlightened. Once stated by Hazrat Ayesha (R.A) that once a villager asked Rasool (PBUH)" Do you kiss children? We do not" Rasool (PBUH) replied "Allah has withdrawn love from you that I can do now". More books will consult on the subject, the importance of bringing up of children will be emphasized, what can be its effects.

Keywords: *Parents, Bringing up, Children Character, Prophet's Example Modern Age.*

بچے مستقبل میں قوم کے معمار ہوتے ہیں، اگر انہیں صحیح تربیت دی جائے تو اس کا مطلب ہے ایک اچھے اور مضبوط معاشرے کے لئے ایک صحیح بنیاد ڈال دی گئی۔ بچوں کی اچھی تربیت سے ایک مثالی معاشرہ اور قوم وجود میں آتی ہے، اس لئے کہ ایک اچھا پودا ہی مستقبل میں تناور درخت بن سکتا ہے۔ بچپن میں ہی اگر بچے کی صحیح دینی و اخلاقی تربیت اور اصلاح کی جائے تو بلوغت کے بعد بھی وہ ان پر عمل پیرا رہے گا۔ اس کے برخلاف اگر درست طریقہ سے ان کی تربیت نہ کی گئی تو بلوغت کے بعد ان سے بھلائی کی زیادہ توقع نہیں کی جاسکتی نیز بلوغت کے بعد وہ جن برے اخلاق و اعمال کا مرتکب ہو گا، اس کے ذمہ دار اور قصوروار والدین ہی ہوں گے۔ جنہوں نے ابتدا ہی سے ان کی صحیح رہنمائی نہیں کی۔ نیز اولاد کی اچھی اور دینی تربیت دنیا میں والدین کے لئے نیک نامی کا باعث اور آخرت میں کامیابی کا سبب ہے، جب کہ نافرمان و بے تربیت اولاد دنیا میں بھی والدین کے لئے وبالِ جان ہو گی اور آخرت میں بھی رسوائی کا سبب بنے گی۔

تربیت کا مفہوم:

لفظِ تربیت ایک وسیع مفہوم رکھنے والا لفظ ہے ،اس لفظ کے تحت افراد کی تربیت ، خاندان کی تربیت، معاشرہ اور سوسائٹی کی تربیت ،پھر ان قسموں میں بہت سی ذیلی اقسام داخل ہیں۔ ان سب اقسام کے اصل اغراض ومقاصد ،عمدہ ،پاکیزہ ،بااخلاق اور باکردار معاشرہ کا قیام ہے۔ تربیتِ اولاد بھی ایک قسم ہے۔ آسان الفاظ میں تربیت کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ "برے اخلاق وعادات اور غلط ماحول کو اچھے اخلاق وعادات اور ایک صالح، پاکیزہ ماحول سے تبدیل کرنے کا نام تربیت ہے۔

تربیت کی اقسام:

تربیت دو قسم کی ہوتی ہے: اول :ظاہری تربیت دوم :باطنی تربیت۔ ظاہری اعتبار سے تربیت میں اولاد کی ظاہری وضع قطع ،لباس، کھانے ، پینے ،نشست وبرخاست ، میل جول، اس کے دوست واحباب اور تعلقات ، اس کے تعلیمی کوائف کی جانکاری اور بلوغت کے بعد ان کے ذرائع معاش وغیرہ کی نگرانی وغیرہ، یہ تمام امور اولاد کی ظاہری تربیت میں داخل ہیں۔ اور باطنی تربیت سے مراد ان کے عقیدہ اور اخلاق کی اصلاح ودرستگی ہے۔ اولاد کی ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی تربیت والدین کے ذمہ فرض ہے۔ ماں باپ کے دل میں اپنی اولاد کے لیے بے حد رحمت وشفقت کا فطری جذبہ اور احساس پایا جاتا ہے۔ جو بچوں کی دیکھ بھال، تربیت اور ان کی ضروریات کی کفالت پر انہیں ابھارتے ہیں۔ ماں باپ کے دل میں یہ جذبات راسخ ہوں اور انہیں اپنی دینی ذمہ داریوں کا بھی احساس ہو تو وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں احسن طریقہ سے اخلاص کے ساتھ پوری کرسکتے ہیں۔

اولاد کا مفہوم:

اس سے مراد ہے ،بال بچے، بیٹا، بیٹی، واحد اور جمع دونوں شامل ہیں۔ ایک نسل اور ایک خاندان کے لوگ۔ انسان نہیں رہتا لیکن اس کے اعمال رہ جاتے ہیں۔ یہی اس کی پونجی، یہی اس کی آل اولاد اور یہی اس کی کمائی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"یاایھاالذین امنو قوا انفسکم و اھلیکم نارا "

ترجمہ: "اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں"۔[1]

اس آیت کی تفسیر و تشریح میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو تعلیم دو اور ان کو ادب سکھاو ۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھے آداب سکھائے یعنی اچھی تربیت کرنا اور آداب سکھانا اولاد کے لئے سب سے بہترین عطیہ ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کا ارشاد ہے اپنی اولاد کو ادب سکھلاو، قیامت والے دن تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا، کہ تم نے اسے کیا ادب سکھلایا؟ اور کس علم کی تعلیم دی؟

اس آیت مبارکہ میں حکم دیا گیا ہے کہ اپنے نفس اور اہل وعیال کو آگ سے بچانا ضروری ہے، لیکن اگر والدین خود اسلامی تعلیمات سے بے خبر اور بے بہرہ ہوں گے تو اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کیسے کریں گے، مشاہدے سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جن بچوں کے والدین تعلیم یافتہ نہیں ہوتے ہیں، تو ان کی اولاد تعلیم وتربیت سے عاری ہوتی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

اللہ تعالی نے اس کائنات میں انسان کے لئے بے شمار نعمتیں پیدا کی ہیں اور وہ ان نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتا۔ جس طرح والدین اولاد کے لئے نعمت ہیں اس طرح اولاد بھی والدین کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہیں ۔اس دنیا میں انسان کا جس کے ساتھ کوئی رشتہ ہوتا ہے، اس کے کچھ نہ کچھ حقوق ضرور ہوتے ہیں۔ کچھ حقوق تو لوگ مانگ کر لے لیتے ہیں لیکن کچھ حقوق ایسے بھی ہوتے ہیں جو مانگنے کی طاقت نہیں رکھتے،

انہیں حقوق خود دینے پڑتے ہیں۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کے والدین پر کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود نہیں مانگ سکتا۔ انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس لئے اسے بہت سے فرائض

---

[1] ۔القرآن، تحریم6:66۔

دیئے گئے ہیں۔ ان میں اولاد کی تربیت سب سے اہم فرض ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولاد سے والدین کے متعلق سوال کرنے سے پہلے والدین سے اولاد کے متعلق سوال کرے گا۔ کیونکہ جس طرح والدین کا اولاد پر حق ہے، بالکل اسی طرح اولاد کا والدین پر حق ہے۔ اولاد کی اچھی تربیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق کرنی چاہیے اگر اولاد کی تربیت میں کوئی کوتاہی رہ گئی تو بہت سے سنگین نتائج بھی سامنے آسکتے ہیں۔ بچپن سے لیکر لڑکپن تک اور لڑکپن سے لیکر جوانی کے مراحل میں اسے مکمل راہنمائی اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس تربیت کا آغاز والدین کی اپنی ذات سے ہوتا ہے جو والدین کی عادات ہوتی ہیں وہ بچوں میں منتقل ہوتی ہیں۔ اولاد کے لئے پاک اور حلال غذا کی ذمہ داری والدین کی ہوتی ہے یہ تب ہی ممکن ہے جب وہ رزقِ حلال کمائیں۔ والدین جھوٹ بولنے کے عادی ہوں گے تو بچہ بھی جھوٹ بولے گا۔ ماں باپ کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے۔ والدین کے جسم میں گردش کرنے والے خون میں اگر حرام، جھوٹ، فریب، حسد، اور دوسری خرابیوں کے جراثیم موجود ہیں تو یہ جراثیم بچے کو وراثت میں ملیں گے۔ جس خرابی کا بیج آج ہم اپنی ذات میں بو رہے ہیں، بچہ کل وہی فصل کاٹے گا۔ اگر بیج اچھا ہو گا تو فصل بھی اچھی ہی ہو گی اور اگر بیج اچھا نہ ہوا تو فصل بھی اچھی نہ ہو گی اکثر والدین کو یہ معلوم نہیں ہے کہ بچے کی پرورش اور تربیت کے سلسلے میں اس پر کیا حقوق عائد ہوتے ہیں۔ اگر وہ ان حقوق پر پورا نہیں اترتے تو انہیں دنیا اور آخرت میں کن بھیانک نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس کی وجہ لاعلمی بھی ہو سکتی ہے اور دینی تعلیمات سے دوری بھی۔ وجہ جو بھی ہو والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کی تربیت کے حوالے سے ان کے حقوق کو پہچانیں تاکہ دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل ہو سکے۔

تعلیم و تربیت:

تربیتِ انسانی اخلاق کو سنوانے والی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان دوسروں کی نظروں میں معزز بن جاتا ہے۔ ویسے تو تربیت کا تعلق کسی خاص وقت سے نہیں ہوتا، لیکن خاص طور پر اولاد کی تربیت بہت اہم ہوتی ہے کیونکہ بچے کا ذہن کورے کاغذ کی طرح ہوتا ہے اس پر جو بھی لکھا جائے وہ پتھر پر لکیر کا کام دیتا ہے یعنی ابتداءً جو بات اس کے دل و دماغ

میں ڈال دی جائے وہ مضبوط و مستحکم ہو جاتی ہے۔لہذا والدین کو چاہیے کہ وہ بچپن ہی سے اولاد کی تربیت پر بھرپور توجہ دیں،اسے بچہ سمجھ کر نظر انداز نہ کریں

بچوں کی تربیت کا انداز کیسا ہو:

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کام ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ اس لئے بچوں کی تربیت کے سلسلے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ تربیت پیش نظر ہونا چاہیے۔بچوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائیں اور مثبت انداز سے سمجھائیں کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے جس سے بچوں کی دلجوئی کے ساتھ ساتھ تربیت کا سامان بھی ہوتا تھا۔ اگر کہیں تربیت کے معاملے میں پیار و محبت سے سمجھانا موثر نہ ہو رہا ہو اور معاملہ فرائض کا ہو تو وہاں بطور تنبیہ ڈانٹ ڈپٹ کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے،

" قال رسول الله صلى ا لله عليه وسلم مروا الصبى با لصلوة اذا بلغ سبع سنين واذا بلغ عشر سنين فضربوه عليها "[2]

تعلیم وتربیت کی اہمیت:

تعلیم وتربیت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے جس رسول کے بعثت مبعوث فرمانے کی دعا کی اس کی صفت یہ بیان کی کہ وہ پیغمبر ایسا ہو جو لوگوں کو کتاب سکھلا کر ان کی تربیت کرے۔ ارشاد ربانی ہے:" **ربنا و ابعث فيهم رسولا** "[3]

---

[2]۔ ابو داود سلیمان بن اشعث سنن ابو داود مترجم جلد ا کتاب الصلوۃ ناشر فرید بک سٹال لاہور

[3]۔ القرآن، البقرہ2:129۔

ترجمہ:"اے پروردگار، ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان کے (دلوں) کو پاک صاف کیا کرے۔"

"پندرہ رمضان المبارک ۳ ہجری میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کے بطن پاک سے ایک مولود مسعود عطا فرمایا۔ ان کی ظاہری صورت اور باطنی سیرت مظہر جمال و کمال محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ آپ کی برکت سے ساری امت کو یہ طریقے نصیب ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں دن دو دنبے آپ کے بطور عقیقہ ذبح فرمائے۔ اپنی بیٹی کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے کے بال منڈوائیں اور انھیں چاندی کے ساتھ تول کر صدقہ کر دیں آپ کا سر منڈایا گیا۔ بال تولے گئے اس کا وزن ایک درہم کے برابر تھا اسی قدر چاندی صدقہ کی گئی۔ ساتویں روز ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت حسن کا ختنہ کیا گیا اور اسی روز نام بھی تجویز کیا گیا"[4]

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہم جو بھی عمل کریں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الاخر و ذكر الله كثيرا "

ترجمہ "بے شک رسول اللہ میں تمہارے لیے نہایت عمدہ نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہو۔"[5]

اولاد کا اہم حق اخلاق کی تربیت :

اسلام میں صرف ذاتی نجات کافی نہیں۔ اسلام یہ ذمہ داری ہر شخص کے سپرد کر رہا ہے کہ وہ دوسروں کی نجات کا بھی بندوبست کرے۔ خاندان کے سربراہ کا یہ فرض ہے کہ اہل وعیال کی ایسی تربیت کرے کی اللہ تعا کی عظمت کے

---

[4]۔-پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، سن ۱۴۲۰ھ، جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۵۷۶

[5]۔ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۲۱ پارہ نمبر ۲۱

قائل ہوں ، اللہ تعالی کے احکام کو مانیں اور آخرت کی فکر کریں ۔ دنیاوی خوش حالی کے علاوہ ابدی زندگی میں سرخروئی کا خیال کریں

بچوں میں خوف کے جذبات اور والدین کا کردار:

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس میں تین بنیادی جذبات پائے جاتے ہیں۔ خوف، غصہ اور محبت۔ لیکن جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے تو پھر اس میں دیگر جذبات مثلا حسد، نفرت وغیرہ بھی پروان چڑھ جاتے ہیں۔ بچے چھوٹی عمر میں خوف کو عام طور پر محسوس کرتے رہتے ہیں۔ جس طرح عادات گھریلو تربیت کی وجہ سے بنتی اور بگڑتی رہتی ہیں۔ اسی طرح بچوں کے ڈر اور خوف بھی زیادہ تر گھریلو تربیت کی وجہ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے بچوں کی ابتدائی نشو ونما والدین کی توجہ کی مرہونِ منت ہے۔

خوف کے اچھے اور برے اثرات:

بچے والدین کے رویے سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ خوف جسم کو طاقت دیتا ہے جذباتی حالت میں وہ مشکل کام کیا جاسکتا ہے جو ایک فرد نارمل حالت میں نہیں کر سکتا اس کی بات کی وضاحت اس بات سے کی جاسکتی ہے کہ ایک فرد کے پیچھے کتا ہو وہ پانچ فٹ اونچی دیوار بھی پھلانگ جائے گا جو وہ نارمل حالت میں نہیں پھلانگ سکتا۔ خوف بچے کو نیک کاموں کی طرف راغب کرتا ہے۔ ایک مسلمان کو دوزخ کا خوف ہی نیک کام کی طرف مائل کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔

بچے کا اندازِ گفتگو: بچے کو چاہیے کہ والدین سے گفتگو کرتے وقت اپنی آواز نہ زیادہ اونچی رکھے اور زیادہ پست جیسا کہ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی:

"واغضض من صوتک "

ترجمہ "اور اپنی آواز کو پست رکھنا"[6]

---

[6]۔ سورۃ لقمان پارہ نمبر ۲۱ آیت نمبر ۱۹

معاشی مشکلات :

اکثر والدین چاہتے ہیں کہ اپنی اولاد کی خوب تعلیم وتربیت کریں لیکن معاشی طور پر وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ تعلیمی اخراجات کا بوجھ برداشت کر سکیں، اس لئے نو عمری ہی میں بچوں کو محنت مشقت پر لگا کر تعلیم سے محروم کر دیتے ہیں ۔حدیث پاک میں فقر کو کفر کا سبب قرار دیا گیا ہے، جہل کا درجہ تو کفر سے کم ہے، لہذا جو کفر کے لئے سبب بن سکتا ہے وہ جہل کے لئے بطریق اولی سبب بنے گا۔

تعلیم وتربیت کے فقدان کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ حکومت تعلیم وتربیت پر بہت کم توجہ دے رہی ہے، بجٹ مین دفاع اور دیگر اخراجات کی بہ نسبت تعلیم کے لئے بہت کم رقم مختص کرتی ہے، اور وہ بھی کی بجائے اکثر انتظامی اخراجات اور دیگر امور میں خرچ کی جاتی ہے۔ حالانکہ تعلیم ہر بچے کا حق اور حکومت ذمہ داری ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صفہ میں باقاعدہ مدرسہ آپ علیہ السلام کی نگرانی میں کام کرتا تھا، اور غزوہ بدر کے بعض قیدیوں پر مسلمانوں کے بچوں کو کتابت سکھانا لازم قرار دیا گیا تھا۔

معاشرے میں تعلیم وتربیت کی اہمیت کا فقدان:

عام لوگ اپنے اردگرد کے معاشرے کو دیکھ کر اس سے اثر لیتے ہیں ۔اگر معاشرے میں اچھائی غالب ہو تو بچے اور نوجوان اچھے اخلاق کے مالک بنتے ہیں اور اگر معاشرہ برائی میں مبتلا ہو تو بچے اور نوجوان بری عادات کو اپنا لیتے ہیں، اگر ہم اپنے معاشرے پر نظر ڈالیں تو اس میں فضولیات کو اپنایا جاتا ہے لیکن تعلیم وتربیت کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ معاشرے کے اثر انداز ہونے کی طرف احادیث مبارکہ میں بھی اشارہ ہے کہ اونٹ اور گھوڑوں والوں میں سختی اور غرور اور بکریوں والوں نرمی ہوتی ہے یعنی انسان جانوروں کی صحبت سے بھی اثر لیتے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فخر وغرور گھوڑے اور اونٹ والوں میں ہے جن کے دل سخت ہیں اور نرم اخلاقی ومسکینی بکری والوں میں ہے۔

تعلیم وتربیت کے فقدان کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہمارے معاشرے میں سفارش اور رشوت کا کلچر عام ہو چکا ہے، اکثر اساتذہ اپنی تعلیمی استعداد کے بل بوتے پر نہیں، بلکہ سفارش، جعلی کاغذات اور دیگر ناجائز ذرائع سے

عہدے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، اگرچہ ان میں تعلیمی صلاحیت بالکل ناپید ہوتی ہے، جب یہ نیم خواندہ اور غیر تربیت یافتہ لوگ بچوں کو پڑھائیں گے تو یہ کیا پڑھائیں گے اور کیسے تربیت کریں گے ؟"[7]

میڈیا کی ذمہ داری:

آج کل قوموں کی ترقی وزوال میں میڈیا کا جو کردار ہے وہ کسی بھی عقل مند انسان سے مخفی نہیں، میڈیا سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید کر سکتا ہے، اسی طرح تعلیم وتربیت میں بھی میڈیا اہم کردار ادا کر سکتا ہے، اگر ہم اسلامی ممالک میں میڈیا کی ہر قسم اشاعتی میڈیا، صوتی میڈیا، تصویری میڈیا کی موجودہ عملی حالت کو دیکھیں تو نظر آتا ہے کہ یہ میڈیا اسلامی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کی بجائے مغرب کے مفاد اور مغرب کی ثقافت کے لئے کام کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر مسلمانوں کے پاس اپنے ٹی وی چینل تو ہیں لیکن بجائے اس کے ذریعے لوگوں کے سامنے اسلامی اور ملی اقدار کا تعارف کرایا جائے الٹا دن رات مغربی طرز پر زندگی گزارنے کی تلقین کی جارہی ہے، ایسے واقعات اور پروگرام نشر کیے جاتے ہیں جن کو دیکھ کر مسلمانوں کو اسلامی، قومی اور تاریخی اقدار اجنبی معلوم ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلمان خواہش پرستی، فیشن اور مغربی معاشرے کی تقلید پر آمادہ ہو جاتے ہیں، مسلم معاشرے میں نوجوان مرووں اور عورتوں اور ان کے طور طریقوں کے خلاف آزادی کا نام لیکر بے پردگی پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جو پیغام جاری فرمایا وہ اسلام کو پھیلانے کا تھا۔

مذہبی تعلیم:

تعلیم وتربیت کے فقدان کے تدارک کے لئے ایک اہم بات جو ہماری نوجوان نسل کو بے راہ روی سے بچانے کے لئے تیر بہدف ہو سکتی ہے، وہ اسکولوں، کالجوں اور جامعات میں مذہبی تعلیم اور اقدار کو فروغ دینا ہے، ہمارا مذہب ،اسلام نام ہی تعلیم وتربیت ہے ،لہذا جب تک مذہبی لٹریچر کو نصاب کا اہم جزء نہ بنایا جائے اور نوجوانوں کو اپنے اسلاف کی تعلیمی اور تربیتی کارناموں سے روشناس نہ کرایا جائے، تو قوم کے یہ معمار اسی طرح بھٹکتے رہیں گے ، وہ

---

[7]- عطاء الرحمان، آرٹیکل نوجوانوں میں تعلیم وترنیت کے فقدان کا تدارک اور سد۔ باب، سن ۲۰۱۸، شمارہ نمبر ۱، جلد نمبر ۲

مسلمان جو غیر اسلامی ممالک میں رہائش پذیر ہیں اپنی اولاد کو بے راہ وروی سے بچانے کے لئے مذہب کا سہارا لیتے ہیں۔ جو کہ سو فیصد کامیاب تجربہ ہے۔

اپنی اولاد کو محبت رسول سکھاو:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاو، اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، اہل بیت کی محبت اور قرآن کا پڑھنا: اے والدین اور اے اولاد کی پرورش کرنے والو اپنی اولاد کو یہی سیرت سکھاو، ان کو یہی طریقہ ہائے زندگی اور اسی خلقِ عظیم سے روشناس کراو۔ ان کو یہ بات سکھاو کہ ہمارے سردار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک باپ کے کیسے تھے؟ ایسے باپ کہ جن کی مثل کوئی باپ نہیں۔ انہیں یہ بتایئے کہ بحیثیت ایک لیڈر آپ کیسے تھے؟ ایسے قائد اور ایسے زعیم کہ جن کی کوئی نظیر نہیں۔ انہیں سکھایئے کہ بحیثیت ایک حاکم آپ کیسے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے یگانہ روز گا اور نادر پہلوؤں سے انہیں روشناس کراو۔ جن سے سیرت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم مالا مال نظر آتی ہے اور تاریخ کے صفحات بلکہ ساری کی ساری انسانی تاریخ جس دن سے اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا فرمایا ہے اس سے لے کر اس دن تک جس دن یہ زمین وآسمان کسی اور صورتِ وشکل میں نمودار ہوں گے، فخر کرتے رہیں گے۔ یہ آپ کی سیرت طیبہ کے نادر وروز گار اخلاقی پہلو اس لئے منصہ شہود پر آئے کہ ان کے صدقے اخلاق کی اعلی وارفع باتیں تکمیل پذیر ہوں۔ ہماری بہت سی اولادیں ایسی ہیں جو مغرب کی چمکتی دمکتی اور پر کشش جالوں میں پھنس چکی ہے۔ جس نے ان کو اپنی زیبائشوں اور آرائشوں سے مبہوت کر دیا ہے۔ اس کی قیادتوں نے ان کے دلوں کو متفرق ومنتشر کر دیا ہے اس کے طور طریقوں نے ان کے شعور ووجدان کو تتر بتر کر دیا ہے۔"[8]

بری عادات:

---

[8]-ڈاکٹر محمد مبارز ملک اولاد کو سکھاؤ محبت حضور کی (لاہور: عالمی دعوت اسلامیہ) صفحہ نمبر ۳۳۴

یہاں ہم بچوں میں عام طور پر پائی جانے والی چار بری عادات کا ذکر کریں گے۔ وہ چار بری عادات یہ ہیں: جھوٹ کی عادت، چوری کی عادت، گالی گلوچ کی عادت اور بے راہ روی اور آزادی کی عادت۔

جھوٹ کی عادت:

اسلام کی نظر میں جھوٹ سب سے بری خصلت ہے، تربیت کرنے والے تمام ذمے داروں کو چاہیے کہ اس کا بہت خیال رکھیں اور اس سلسلے میں خوب محنت کریں۔ بچوں کو اس سے ہر ممکن طریقے سے باز رکھیں، جھوٹ سے نفرت ان کے دلوں میں پختہ کر دیں کیونکہ جھوٹ کو نفاق کی خصلتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں چار باتیں ہوں گی، وہ خالص منافق ہو گا، جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو گی، اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی، جب تک وہ اس کو چھوڑ نہیں دے گا: جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، جب معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے جب جھگڑے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔ اس حدیث سے کی قباحت ثابت ہوتی ہے، جھوٹ بولنے والا اللہ کی ناراضی اور نفرت میں گرفتار رہتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالی قیامت کے دن گفتگو کرے گا، نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا، اور نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا: بوڑھا زانی، جھوٹ بولنے والا بادشاہ، اور مغرور فقیر۔ جو شخص جھوٹ کا عادی بن جاتا ہے، وہ اللہ کے ہاں جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

لہذا والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو جھوٹ سے نفرت دلائیں، اس سے انہیں روکیں، اور انہیں اس کے برے انجام سے ڈرائیں، اس کے نقصانات ان کے سامنے بیان کریں تاکہ وہ زندگی بھر جھوٹ نزدیک بھی نہ جائیں، اس کی دلدل میں نہ پھنسیں۔

چوری کی عادت:

جھوٹ کے علاوہ بچوں کو عام طور پر چوری کی عادت ہو جاتی ہے یہ عادت بھی جھوٹ سے کچھ کم خطرناک نہیں۔ اس سلسلے میں اگر بچپن ہی سے بچے میں اللہ کا خوف اور اس کے وجود کا یقین بٹھا دیا جائے تو بلاشبہ وہ جھوٹ، دھوکہ بازی

اور خیانت جیسے جرائم سے محفوظ رہے گا۔ اس لئے والدین اور تربیت کرنے والے دوسرے حضرات پر فرض ہے کہ وہ بچوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا یقین پیدا کریں، اس طرح ان میں اللہ کا خوف پیدا ہو گا چوری کے بُرے اور خوفناک نتائج سے انہیں آگاہ کریں بچوں کے پاس کوئی رقم یا کوئی قیمتی چیز نظر آئے تو ان سے فوراً پوچھیں، وہ کہاں سے لائے ہیں جو والدین بچوں کو یہ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے وہ اپنے بچوں کو چوری کی عادت ڈال رہے ہیں۔ ایک شرعی عدالت نے ایک چور پر چوری کی سزا نافذ کرنے کا حکم دیا جب سزا پر عمل درآمد کا وقت آیا تو اس نے بلند آواز میں کہا، میرا ہاتھ کاٹنے سے پہلے میری والدہ کی زبان کاٹی جائے، اس لئے کہ جب میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ اپنے پڑوسی کے ہاں سے ایک مرغی کا انڈا چرُایا تھا تو میری والدہ نے اس وقت نہ مجھے برا بھلا کہا نہ انڈا واپس کرنے کے لئے کہا، بلکہ خوش ہوئی اور بولی اللہ کا شکر ہے کہ اب میرا بیٹا جوان ہو گیا ہے۔ اگر میری ماں کے پاس اس جرم پر خوشی کا اظہار کرنے والی زبان نہ ہوتی تو آج میں چور نہ بنتا۔ ان تمام بری حرکات سے بچانے کے لئے والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ حلال لقمہ کھائے، بچے کو پاک دودھ پلائے یعنی ایسا دودھ جس میں حرام کی ملاوٹ نہ ہو۔

گالی گلوچ کی عادت:

بچے کو گالی گلوچ سے روکنا نہایت ضروری ہے اور اس لئے ضروری ہے کہ گھر کے افراد مطلقاً کسی کو گالی نہ دیں۔ تربیت کرنے والے حضرات بچے کو گلی کوچے میں آزاد نہ چھوڑیں، ورنہ وہ بُرے ساتھیوں کے ساتھ رہے گا اور گالیاں ہی نہیں اور بھی بہت سی بری باتیں سیکھ لے گا۔

بے راہ روی اور آزادی کی عادت:

ہمارے معاشرے میں بے راہ روی اور آزادی نے بہت بگاڑ پیدا کر دیا ہے۔ بچوں کو آزاد چھوڑنا، انہیں کچھ نہ کہنا، نہ کسی چیز سے روکنا، ہمارے اس رویے نے اولاد کو شُتر بے مہار بھی بنا دیا ہے اور ہماری اسلامی روایات سے بیگانہ اور متنفر بھی، ہمارا یہی رویہ بچیوں کے ساتھ بھی ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری بچیوں نے پردے کو خیر باد کہہ دیا ہے۔ حالانکہ بے پردگی نہایت خطرناک ہے اسلام نامحرموں کو دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

جہادی تربیت:

بچوں کی جہاں ذہنی ، روحانی ، معاشی ، معاشرتی تربیت کی جاتی ہے وہاں ان کی جسمانی تربیت بھی کرنا ضروری ہے ۔بچوں کو تیر اندازی، نیزہ بازی، گھڑ سواری، تلوار چلانا وغیرہ سکھانا چاہیے اور آج کے دور کے مطابق کے دینی اور دنیاوی علوم کی انہیں تربیت دینی چاہیے ۔اسی لیے اسلام نے نیزہ بازی،، تیر اندازی اور گھڑ سواری سیکھنے کی ترغیب دی ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑی ہو کر مسجد میں حبشیوں کو دیکھا کرتی تھی، وہ لوگ مسجد میں اپنے نیزوں اور برچھیوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر میرے اوپر اوٹ کر دیتے تھے۔ جہاں بچوں کو یہ فنون سیکھنے کی ہدایت فرمائی جائے وہاں یہ ہدایت بھی کی جا ئے کہ وہ نازونعم میں پڑنے سے بچیں، سادگی اختیار کریں، معمولی زندگی بسر کریں اور فنونِ حرب سیکھیں۔

لڑکیوں کو بھی دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا:

اسلام میں لڑکیوں کی تعلیم وتربیت بھی لازمی قرار دی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، تو اسے جنت ملے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے لئے کچھ دن مخصوص فرمایا کرتے تھے۔ ان دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں وہ باتیں سکھاتے تھے جو اللہ نے آپ کو بتائی تھیں اور ایسا آپ نے اس لئے کیا کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی، اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد تو آپ کی احادیث سن لیتے ہیں، آپ ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر فرمادیجئے، جس میں ہم آپ کے پاس حاضر ہوں آور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وہ باتیں سکھائیں جو اللہ نے آپ کو بتائی ہیں۔تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں دن، فلاں وقت جمع ہو جانا۔"[9]

---

[9]- حافظ صلاح الدین یوسف، لاہور، دارالسلام، صفحہ نمبر ۱۱۷

بچوں کی اصلاح کس طرح کی جائے:

اگر بچے سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس سلسلے میں اسلام نے بچے کی اصلاح نہایت مشفقانہ انداز میں کرنے کی ترغیب دی ہے اور علاج کا صحیح طریقہ بھی یہی ہے کہ ہم نرمی اور پیار اسے اس کی غلطی پر تنبیہ کریں۔ مضبوط دلیل سے اسے یہ سمجھائیں کہ اس سے جو غلطی سرزد ہوئی ہے اسے کوئی بھی عقل مند انسان پسند نہیں کرتا اس طرح وہ سمجھ جائے تو ٹھیک ورنہ پھر علاج کا دوسرا طریقہ بھی ہے نرم انداز میں سزا دینا۔ ایک بات یہ ہے کہ بچے کے ضرورت سے زیادہ ناز نخرے برداشت نہیں کرنے چاہییں اس لئے کہ بچے میں ضدی پن کا اضافہ ہوتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ بچے کو ہر وقت سینے سے لگا کر بھی نہیں رکھنا چاہیے۔ ماں میں ایک نقص یہ بھی ہے کہ بچے کو ایک منٹ کے لئے بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتی کہ کہیں وہ چوٹ نہ کھالے، اسے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے اس کے برعکس بچے کو اپنے طور پر کچھ کرنے دیا جائے۔ اگر وہ میز پر چڑھ جائے یا قلم سے دیوار خراب کر دے تو ایسی صورت میں ماں کو چاہیے کہ بچے کو اچھے طریقے سے سمجھائے۔ زیادہ نخرے اٹھانے کی بیماری ان گھروں میں ہوتی ہے جہاں لڑکیاں زیادہ ہوں اور لڑکا بس ایک ہو۔ سو اس لڑکے سے اتنا پیار کیا جاتا ہے کہ وہ بگڑ جاتا ہے۔

بچوں کے درمیان مساوات:

ماں باپ اور اساتذہ اگر بچوں کے درمیان مساوات برقرار رکھیں گے، ایک کو دوسرے پر ترجیح دیں گے تو اس سے بچے نفسیاتی مریض بنیں گے۔ ترجیحی سلوک حد درجے خطرناک ہے۔ لہٰذا والدین اور تربیت کرنے والوں کو چاہیے کہ تمام بچوں میں برابری قائم رکھیں، کیونکہ یکساں سلوک نہ کرنے کی سے نفرت جنم لیتی ہیں۔ لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں، ماں باپ سے بچے بدظن ہوتے ہیں۔ بچوں میں لینے دینے کے معاملات میں مساوات اور برابری کرنے کی بڑی تاکید ہے۔

حیا کی اہمیت وفضیلت:

حیا ایک اہم صفت ہے جسے بچوں میں پیدا کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ یہ ایک ایسی عادت ہے جو انسان کو برائیوں کے چھوڑنے پر ابھارتی ہے۔ ہر حق دار کو اس کا حق دینے پر مجبور کرتی ہے، اس لئے کہ حیا میں ہر طرح سے خیر ہی

خیر ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "فحاشی اور بے حیائی جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیا جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اسے مزین وآراستہ کر دیتی ہے ۔" ایک اور روایت میں ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔ "

حضرت حکیم لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت:

1۔ اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بے شک شرک کرنا سب سے بڑا ظلم ہے۔ شرک کو سب سے بڑا ظلم اس لئے فرمایا کہ ظلم کا معنٰی ہے کسی کا حق دوسرے کو دے دینا جو اس کا مستحق نہ ہو اور مستحقِ عبادت اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسطرح اللہ ہی کا یہ حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے پس اگر مخلوق میں سے کسی کا حق دوسرے کو دے دیا جائے تو یہ بھی ظلم ہے۔ لیکن سب سے بڑا ظلم تو یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے وہ کسی غیر مستحق کو دے دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کو عبادت کا مستحق مانا جائے اور اس کی عبادت کی جائے۔ اس آیت میں شرک کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور عبادت کے قریب اطاعت ہے تو بتایا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد والدین کی اطاعت ہے اور اگر والدین مشرک بھی ہوں پھر بھی ان کی خدمت اور اطاعت کی جائے۔

2۔ حضرت حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے تم نماز کو قائم رکھنا اور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے رکنا اور تم کو جو مصیبت پہنچے اس پر صبر کرنا، بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں اس میں پہلا حکم نماز پڑھو اور دوسرا حکم نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، نماز پڑھنے کا حکم اس لئے دیا کہ اپنی ذات میں کامل ہو اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا حکم اس لئے دیا کہ وہ دوسروں کو کامل بنائیں اس کے بعد فرمایا کہ اگر نماز پڑھنے اور احکام شرعیہ کی تبلیغ سے تم کو جو تکلیف آئے اس پر صبر کرنا۔ کیونکہ بعض اوقات انسان کو نماز پڑھنے میں بھی مشقت اٹھانا پڑتی ہے، جیسے سخت گرمی اور دھوپ میں ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے جانا یہ بھی نفس کے لئے بارِ خاطر ہوتا ہے۔ صبر کا ایک معنٰی یہ ہے کہ کسی کی موت، یا کسی کے نقصان یا بیماری اور تکلیف کے وقت اپنے آپ کو روکنا اس کا ایک جامع معنٰی یہ ہے کہ اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی کے تمام منع کیے ہوئے کاموں سے روکنا۔

3۔ حضرت حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو مزید نصیحت کی کہ لوگوں سے تکبر کے ساتھ اپنا چہرہ نہ پھیرنا اور نہ زمین میں اکڑتے ہوئے چلنا، بے شک اللہ کسی متکبر کو پسند نہیں کرتا اور اپنی رفتار درمیانہ رکھنا اور اپنی آواز پست رکھنا بے شک تمام آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھے کی ہے۔ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرنے سے مراد ہے، دشمنی رکھنا ، یا ایک دوسرے سے تعلق منقطع کرنا، کیونکہ ایسی صورت میں انسان ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرتا ہے، اور حسد کا معنٰی ہے کسی نعمت کے زوال کی تمنا کرنا، اور سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاو۔ اس کا معنٰی یہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں کی طرح رہو، نرمی اور دوستی رکھو اور خیر میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔ اور جو شخص تکبر کی وجہ سے چہرہ پھیرے اس میں بھی تکبر کے ساتھ پیٹھ پھیرنے کا معنٰی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی جلدی چلنے سے مومن کی رونق یعنی وقار چلا جاتا ہے۔

مذکورہ آیات سے چند اہم مسائل:

"1۔ باپ کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ اپنے بیٹے کو ایسی نصیحتوں سے نوازتا رہے جو اس کے لئے دنیا و آخرت میں نفع بخش، سود مند اور کار آمد ثابت ہو سکتی ہو۔

2۔ نصیحت کی ابتدا توحید پر قائم رہنے کی تلقین اور شرک سے بچنے کی تنبیہ سے ہونی چاہیے، کیونکہ اللہ کے ساتھ شرک اتنا بڑا ظلم ہے کہ وہ تمام اعمال کو غارت کر کے رکھ دیتا ہے۔

3۔ اللہ رب العزت کی عطا کی ہوئی نعمتوں پر جس طرح اس کا شکر ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح والدین کے احسانات اور ان کی جانب سے ملنے والے پیار و محبت کے مقابلے میں اظہارِ تشکر کے طور پر ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا اور ان سے خوشگوار تعلقات کو قائم و دائم رکھنا بھی ضروری ہے۔

4۔ لیکن یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل ارشاد گرامی کی روشنی میں والدین کی اطاعت و فرمانبرداری ہر اس کام میں واجب ہے جس میں اللہ تعالٰی کی نافرمانی کا احتمال نہ ہو۔

5۔ توحید پرست اہل ایمان کے طریقہ کی پیروری ضروری ہے، جب کہ بدعتیوں کے آثار اور ان کے طور طریقوں کی اتباع ناجائز و حرام ہے۔

6۔ پوشیدہ اور ظاہر، ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے ۔ نیکی چاہے کتنی معمولی ہی کیوں نہ ہو اسے کسی صورت میں بھی ہلکا خیال کر کے چھوڑنا نہیں چاہیے، اسی طرح کسی برائی کو چھوٹی برائی تصور کر کے اسکے اجتناب سے کوتاہی ہر گز نہیں برتنی چاہیے۔

7۔ نماز کو مکمل یکسوئی کے ساتھ اس کے جملہ ارکان وواجبات سمیت ادا کرنا چاہیے۔

8۔ دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے اور انہیں برائی سے باز رکھنے کی کوشش نہایت ضروری ہے

9۔ نیکی کا پرچار کرنے اور برائی سے دوسروں کو باز رکھنے والے شخص کو اپنے اس راستے میں جس قدر بھی نامساعد حالات اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے اسے اس پر صبر کرنا چاہیے اور یہ بات عزیمت کے کاموں میں سے ہے۔

10۔ ضرورت سے زیادہ آواز کو بلند کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ کیونکہ ایسا طرزِ عمل انسانوں کی عادات سے ملنے کی بجائے گدھوں کی عادات سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔"[10]

تربیتِ اولاد کے بنیادی اصول:

بچوں کی تربیت کے ضمن میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:

[10]- آرٹیکل، حافظ خالد حیات محمود، تربیت اولاد کے اسلامی اصول، ناشر دفر تعاون برائے دعوت وارشاد ربوی ریاض سعودی عرب

1۔ بچے کو چھوٹی عمر میں ہی کلمہ لا اِلہ الا اللہُ محمد رسول اللہ کی صحیح ادائیگی کی تعلیم دینی چاہیے اور جب اس کی عمر بڑی ہو جائے تو مذکورہ کلمہ طیبہ کا معنی و مفہوم ان کے ذہن نشین کرانا چاہیے کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا کائنات میں کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں"

2۔ بچوں کے دلوں میں جنت کے حصول کا شوق پیدا کرنا چاہیے اور اس سلسلے میں ان کو یہ بتانا چاہیے کہ جنت صرف اس کو ملے گی جو نماز ادا کرے گا، روزہ رکھے گا اور اپنے والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اور ہر وہ کام بجالائے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔

3۔ بچوں کے دلوں میں جہنم کی آگ کی ہولناکیوں اور وحشتوں کا بھی خوف پیدا کرنا ضروری ہے اور یہ بات ان کے علم میں لانی چاہیے کہ جہنم میں صرف وہ ہی جھونکا جائے گا جو نماز کی ادائیگی سے غفلت کا شکار ہوا۔ والدین کی نافرمانی کی، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیا، اللہ تعالی کی نازل کردہ شریعت کو چھوڑ کر انسانوں کے وضع کردہ نظاموں سے رہنمائی حاصل کی اور دھوکہ، جھوٹ، سود، اور دیگر ناجائز ذرائع سے لوگوں کے مالوں کو ہڑپ کیا۔

محرمات سے بچنے کی تلقین:

1۔ بچوں کو کفر کے ارتکاب، گالی گلوچ، لعن طعن، بکواس اور فضول و گھٹیا قسم کی گفتگو کرنے سے خبردار کرتے رہنا چاہیے اور نہایت شفقت و پیار کے انداز میں ان کو یہ باور کرانا چاہیے کہ کفر کا راستہ انسان کے لئے تباہی و بربادی کا راستہ ہے۔ یہ اس کو جہنم تک پہنچا کر ہی دم لیتا ہے، ہم بڑوں کو بھی چاہیے ہم ان کے سامنے اپنی زبان کا استعمال نہایت محتاط انداز سے کریں تاکہ ہماری شخصیت ان کے لئے ایک مثالی شخصیت بن سکے۔

2۔ ہر وہ کھیل جسے جوئے کی مختلف شکلوں میں کھیلا جاتا ہے اس کے انجامِ بد سے بچوں کو آگاہ کرنا چاہیے۔ خواہ یہ کھیل لاٹری کی شکل میں ہو یا کیرم بورڈ کی شکل میں، اور چاہے یہ کھیل محض تفریح طبع اور وقت گزاری کے لئے ہی کیوں نہ کھیلا جارہا ہو اس لئے کہ ایسے کھیل کی ابتدا تو شائد دل بہلانے کی غرض سے ہو تو پھر اس سے باقاعدہ شرطیں لگا کر جوا کھیلنے کی عادت بھی پڑ سکتی ہے اور جوا ایسا برا کھیل ہے کو آپس میں دشمنیوں کو جنم دیتا ہے اور انسانی زندگی کو

تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کرتا ہے۔ جوئے کا یہ کھیل مال اور وقت کے ضیاع کا باعث بھی ہوتا ہے یہاں تک کہ نمازیں بھی اس کی نذر ہو جاتی ہیں۔

3۔ فحش، جنسی لٹریچر اور جاسوسی ناولوں کے پڑھنے، اور یا تصاویر سے لطف اندوز ہونے سے بچوں کو سختی سے روکنا چاہیے، یہی نہیں بلکہ ان کو بری قسم کی فلموں کو سینما گھروں میں جا کر یا ٹی وی پر دیکھنے سے بھی باز کرنا چاہیے، کیونکہ اس سے ان کے اخلاق پر منفی اثرات مرتب ہوں گے اور ان کا مستقبل تباہ و برباد ہو جائے گا۔

4۔ بچے کو سگریٹ نوشی کے برے اثرات سے بھی آگاہ کرنا چاہیے اور یہ بات ان کو ذہن نشین کرانی چاہیے کہ دنیا بھر کے حکماء اور اطباء اس بات پر متفق ہیں کہ سگریٹ نوشی انسانی جسم کے لیے نقصان دہ ہے اس عادت سے جسم کینسر جیسی مہلک بیماری سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اس سے دانتوں کی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں اور ہر وقت منہ سے بدبو اٹھتی رہتی ہے۔ سگریٹ نوشی کی وجہ سے سینے کا اندرونی نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے اور جب سگریٹ نوشی کا سرے سے کوئی فائدہ ہی نہیں، بلکہ اس کا وجود انسانی زندگی کے لیے سراسر نقصان ہی کا باعث بنتا ہے۔ سگریٹ نوشی سے روکنے کے ساتھ ساتھ بچوں کو پھل فروٹ اور دیگر اچھی اچھی خوش ذائقہ مفید چیزیں کھانے پر زور دینا چاہیے۔

5۔ کسی بھی صورت میں بچوں کے لئے اپنی زبان سے ان کے لئے تباہ برباد ہونے یا غیظ و غضب کا نشانہ بننے کے لئے بد دعا نہ کریں۔ اس لئے کہ کوئی گھڑی ایسی بھی ہوتی ہے جس میں جو بھی دعا یا بد عا کی جاتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ فوراً قبول فرما لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس قسم کا رویہ بچوں کو مزید گمراہی اور سرکشی کے راستہ پر دھکیل دیتا ہے۔

نوجوان طبقہ کے مسائل کا حل:

اسلامی نقطہ نگاہ سے نوجوان نسل کو درپیش مسائل کی دلدل سے نکال کر جادہ حق پر لا کھڑا کرنے کا بہترین حل ان کو بروقت مناسب رشتہ ازواج میں منسلک کر دینا ہے بشرطیکہ ان کو وہ تمام اسباب میسر آجائیں جن کو بروئے کار لا کر وہ شادی کے موقع پر حق مہر وغیرہ کی شکل میں اٹھنے والے اخراجات کو برداشت کرنے کے قابل ہو سکیں۔ اسی لئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اے نوجوانوں کی جماعت، تم میں سے جس کسی کو شادی کے اخراجات برداشت کرنے کی ہمت ہو اسے شادی کر لینی چاہیے، کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ نکاح آنکھوں میں شرم وحیا کے پیدا کرنے اور ستر کی حفاظت کا اہم وسیلہ ہے۔ اور جو شخص شادی کے اخراجات برداشت کرنے کی ہمت نہ پارہا ہو اس کو چاہیے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ ان حالات میں اس کے لئے حیوانی خواہشات وجذبات پر قابو پانے کا بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ بعض لوگ محض تعلیمی سلسلہ کے منقطع ہو جانے کے خوف کے پیشِ نظر شادی کرنے میں تاخیر کر دیتے ہیں، حالانکہ شادی تعلیم کے جاری رکھنے میں قطعاً کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتی، کیونکہ اگر نوجوان کا تعلق کسی کھاتے پیتے گھرانے سے ہو گا اور اس کی جملہ ضرورتوں کو پورا کرنے کی ذمہ داری اس کے والد نے اٹھا رکھی ہو گی تو بھلا اس صورت میں شادی کے ساتھ ساتھ تعلیم کے سلسلہ کو جاری رکھنے میں کیونکر رکاوٹ بن سکتی ہے۔

بچے کو ناشتہ کرنے کے آداب سکھائیں: بچوں کو ان آداب کی بھی تعلیم دینا والدین کے لئے ضروری ہے تاکہ وہ کھانا کھاتے اور پانی پیتے وقت ان کے عادی بنیں کھانا کیسے کھانا ہے پانی کیسے پینا ہے اس کے بعد بچے کو گھر سے نکلنے کی دعا سکھائیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتا ہے "اللہ کا نام لیکر نکل رہا ہوں اور اللہ پر بھروسہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برائی کو روک نہیں سکتا اور نہ نیک کام کی توفیق دے سکتا ہے۔ اس کے بعد بچے کو راستے کے آداب سکھائیں۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ فرقان میں فرمایا ہے:

وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض هونا[11]

[11]۔سورہ فرقان آیت نمبر 63 پارہ نمبر ۱۹

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب ان سے جہالت والے لوگ بات چیت کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں خیر۔ آپ بتائیں کہ وہ اپنے آپ کو اجنبی عورتوں سے بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں۔ راستے میں سلام کرنے کے آداب سکھائیں۔ اسی طرح دیگر آداب وغیرہ۔

بچوں کا کتب خانہ:

گھر کے ہر فرد کے لئے ایک خوبصورت اعراب والا الگ الگ قرآن کریم کا ہونا۔ احادیث مبارکہ کی ایسی کتب جو بچوں کی عمر، علم، فہم کے معیار کے مطابق ہوں۔ اسلامی عقیدہ سے متعلق ایسی کتب ہوں جن سے بچوں کا عقیدہ مضبوط ہو۔ سیرت نبوی۔ سیرت صحابہ۔ سیرت انبیائے کرام۔ سیرت امہات المؤمنین وغیرہ کی کتب ہوں۔ علمی، تاریخی، ادبی، طبی ایسی کتب ہوں جو بچوں کی سمجھ کے مطابق ہوں، رسائل ہفتہ وار، ماہانہ وغیرہ کے اسلامی رسائل حاصل ہوں۔ اس کے علاوہ دوسرے شہر کی لائبریری کا سفر کرنا تاکہ معلومات میں اور علم میں اضافہ ہو۔

خلاصۃ البحث:

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جو بھی کام کریں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور سنتِ مطہرہ کے مطابق کریں۔ اس سے ہم کو دنیا میں اور آخرت میں بھی کامیابی ملے گی۔ اس کام کے کرنے کا اجر بھی ملے گا اور اس کام کے کرتے ہوئے جتنا وقت گزرے گا وہ عبادت شمار ہو گا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے خود شریعتِ محمدیہ پر چلیں اور پھر دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی تلقین کریں۔ اگر خود نہیں عمل کریں گے تو دوسروں کو کیسے کہہ سکیں گے۔ اگر بچوں کی تربیت اچھے طریقے سے ہو گی تو اس سے معاشرے میں عزت بڑھے گی۔ اچھے بُرے کی تمیز ہو، بُرے کاموں کو چھوڑ دیا جائے اور نیک کام کرنے کی تلقین کی جائے۔ دین کی سوجھ بوجھ ہو جس سے بچوں کے مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوں، اس میں کامیابی ہی کامیابی ہے۔